مسلم تحریک آزادی ہند میں سندھ مدرسۃ الاسلام کا تاسیسی منہاج

*ریحانہ قریشی

**ڈاکٹر مہر محمد سعید اختر

Abstract

In the history, before the invasion of English in Sub Continent, Sindh had its own system of teaching in which religious scholars (Mulla) inculcate knowledge of religion. There was no concept of Science and Mathematical knowledge. After the English conquered Sindh, they regularized the education system according to their rules. The educational system of Muslims of Sindh was not according to the emerging standards of the time. Muslims were caught up in sever bad circumstances due to their inability. Some Muslim leaders gathered to bring the Muslims up to the new standards and eventually foundation of Sindh Madrasa tul Islam was laid. This Islamic Educational Institute equipped Muslims with the necessary knowledge to make place in the changing Socio-Economic and political environment.

تعارف:

انگریزوں کے قبضے سے قبل 1843ء میں سندھ کا اپنا تعلیمی نظام ہوتا تھا۔خاص خاص مقامات پر قدیم طرز کے مکاتب تھے جن میں ملاّ حضرات قرآن خوانی اور فارسی کے درس دیا کرتے تھے۔(1)

ثانوی سطح پر بہت سے نجی مکاتب تھے جو مشرقی زبانوں اور اسلامیات کی تعلیم دیتے تھے۔یہ مکاتب سائنس اور حساب کی تعلیم سے مکمل طور پر نابلد تھے۔اعلیٰ سطح پر صرف چھ مدرسے مختلف جگہوں پر قائم تھے۔جبکہ کالج کی سطح پر ''مخدوم''، ''مولوی'' اور ''خطیب'' جیسے حضرات صرف ونحو،منطق، فقہ،حدیث اور تفسیر پڑھانے پر مامور تھے۔(2)

1843ء میں انگریزوں نے سندھ فتح کرلیا۔تعلیمی میدان میں انقلاب آیا۔سندھ کا تعلیمی نظام تیزی

*شعبہ سوشل سائنسز اینڈ ہیومینٹیز،ایگری کلچر یونیورسٹی فیصل آباد

**پروفیسر،ادارہ تعلیم وتحقیق،پنجاب یونیورسٹی لاہور

سے بدلتے ہوئے حالات کے مطابق نہ تھا۔اس صورتحال کا نتیجہ یہ نکلا کہ سندھی مسلمان نئے حالات کے مقابلہ کرنے میں ناکام رہے اورروز بہ روز مشکلات کا شکار ہوتے چلے گئے۔تاہم سندھی ہندوؤں نے نئے حالات کو سمجھتے ہوئے اپنے آپ کوانگریزی تعلیم سے ہم آہنگ کرلیااور حکومتی معاملات میں شریک ہوکر معاشی و معاشرتی سطح پر سہولتیں حاصل کرلیں۔(3)

اس افسوسناک صورتحال کو دیکھ کر سندھ کے باشعوراور روشن ضمیر افراد کوخوف محسوس ہونے لگا کہ اگر مسلمان انگریزی اور جدید علوم حاصل نہیں کرتے تو نہ صرف وہ سیاسی،اقتصادی اور سماجی لحاظ سے پسماندہ رہ جائیں گے بلکہ ان کا وجود بھی خطرے میں پڑجائے گا۔مسلمانوں کی بے کسی اور بے بسی کو دیکھ کر جسٹس امیر علی (جو کہ کلکتہ میں اعلیٰ پائے کے بیرسٹر تھے)نے محمڈن ایسوسی ایشن قائم کی جو پہلے کلکتہ والی جماعت کی شاخ تھی۔بعدازاں 1884ء میں انجمن اسلام کراچی کے نام سے علیٰحدہ ہوگئی۔اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ مسلمانوں کو عربی،فارسی کی تعلیم کے ساتھ ساتھ انگریزی کی تعلیم بھی دی جائے(4)۔گویا سندھ میں تعلیمی تحریک کا آغاز نیشنل محمڈن ایسوسی ایشن کی شاخ سے ہوا۔(5)

سندھ میں نیشنل ایسوسی ایشن کی چار شاخیں کراچی،شہدادپور،لاڑکانہ اور سکھر میں قائم ہوئیں۔اس سلسلے میں سیّد امیر علی نے سندھ کا دورہ کیا تھا۔وہ سندھ کے ارباب فکرو بصیرت اور ملت کے بہی خواہوں میں مسلمانوں کی فلاح و بہبود کیلئے نہ صرف ایک فکری تحریک شروع کر گئے تھے بلکہ ان کے دورے سے مسلمانوں میں سیاسی شعور اور تعلیم کے فروغ کیلئے ایک عملی جدوجہد بھی شروع ہوگئی تھی۔ایسوسی ایشن کی شاخ کراچی کے صدر حسن علی بے آفندی سندھ میں مسلمانوں کے ایک ممتاز رہنما اور بہی خواہ ملت تھے۔1884ء میں سیّد امیر علی ایک مقدمہ کی پیروی کے سلسلے میں کراچی آئے۔اس موقع پر حسن علی نے ایک جلسے کا اہتمام کیا جس میں امیر علی نے سندھ کے مسلمانوں کی تعلیم کے موضوع پر ایک تقریر میں مسلمانوں کو وقت کے مطابق ملّی فلاح و بہبود کے کاموں اور تعلیم کے حصول کی طرف متوجہ کیا۔چونکہ یہاں کے مسلمانوں میں اخذ وقبول حق کی پوری صلاحیت اور قومی خدمات کی لگن موجود تھی۔اس لئے امیر علی کی اس تحریک کا خاص اثر ہوا۔حسن علی آفندی اور دوسرے سربرآوردہ مسلمان فوراً سرگرم عمل ہوگئے۔(6)

اس تحریک کے نتیجے میں جومدرسہ قائم ہوا۔اس کا نام ''سندھ مدرسۃ الاسلام'' ہے۔

حجرِ تاسیس:

ابتداً یہ مدرسہ بولٹن مارکیٹ کے سامنے ایک کرائے کی عمارت میں قائم تھا۔ یہ فی الحقیقت ایک گودام تھا اور مدرسہ کے لئے اپنے جائے وقوع کے لحاظ سے حد درجہ تکلیف دہ تھا۔ بازار کے شوروغوغا میں استاد اور شاگردوں کی آوازیں دب کر رہ جاتیں لیکن اس سے بڑھ کر مصیبت ''مسجد کے زیر سایہ خرابات'' کے مصداق مدرسہ کے پہلو میں بھنگڑ خانہ تھا جس کا اثر طلبہ پر بھی بہت برا پڑتا تھا۔ کبھی کوئی بھنگ کے نشے میں گرتا اور جھومتا جھامتا مدرسہ میں گھس آتا اور ہنگامہ کھڑا کر دیتا۔ اس مصیبت سے نجات کا طریقہ صرف یہ تھا کہ اس جگہ کو چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ حسن علی آفندی نے بھاگ دوڑ کر کے میونسپل بورڈ سے 75 روپے ماہانہ کرائے پر سرائے لے لی جو کراچی کی میونسپلٹی نے افغانستان، بلوچستان اور سندھ کے اس شہر کے درمیان تجارت کو آسان بنانے کیلئے قائم کی تھی۔ اس قافلہ میں سرائے کی چار دیواری کے اندر پتھر اور پکی اینٹوں سے بنی ہوئی کشادہ عمارتیں قائم تھیں جن کا رُخ جنوب کی طرف تھا۔ قافلہ سرائے کا دروازہ فریئر روڈ کی طرف کھلتا تھا۔ قافلہ سرائے کے مغرب میں ایک خالی پلاٹ تھا جس کے چاروں طرف خاردار تار لگے ہوئے تھے۔ کچھ عمارتوں میں لکڑی کے دروازے لگوا دیئے گئے۔(7)

اسی طرح سندھ مدرسۃ الاسلام یکم ستمبر 1885ء میں قائم ہوگیا اور تدریس کا عمل شروع کیا گیا۔ افتتاحی تقریب جس میں کسی بھی سرکاری عہدیدار کو نہیں بلایا گیا۔ بہت سادہ طریقے سے منعقد ہوئی۔ جیسا کہ نثار حسن علی آفندی بیان کرتے ہیں:

> It was at 8 o'clock one evening when the opening ceremony of Madressah was performed in a rented house, Perhaps it was the simplest in history.(8)

تقریب میں شہریوں میں سے سیٹھ علی بھائی کریم جی، سیٹھ غلام حسین چھاگلہ، سیٹھ غلام حسین خالق ڈنہ و دیگر معززین شریک ہوئے۔ اسی دوران حسن علی آفندی نے بورڈنگ ہاؤس کیلئے مستقل جگہ حاصل کرنے کی کوشش شروع کر دی اس سلسلے میں انہوں نے قافلہ سرائے کو سندھ مدرسۃ الاسلام کو مستقل طور پر دینے کیلئے کراچی میونسپلٹی کو درخواست دی۔ درخواست پر غور کیلئے کراچی میونسپلٹی کا اجلاس فریئر ہال میں منعقد ہوا جس میں سندھ مدرسہ کو جگہ دینے کیلئے بحث اور بعد میں ووٹنگ ہوئی۔ اس وقت کراچی میں میونسپلٹی کے 32 ارکان میں 10 مسلمان، 8 یورپین، 4 پارسی اور باقی ہندو تھے۔ ووٹنگ میں اکثریت نے یہ جگہ مدرسہ کو تعلیمی مقاصد کیلئے مفت دینے کے حق میں ووٹ

دیئے لہٰذا میونسپلٹی نے وہ جگہ سندھ مدرسہ کو مفت دے دی۔اسی جگہ پر آج ساڑھے آٹھ ایکڑ زمین پر سندھ مدرستہ الاسلام موجود ہے۔(9)

حسن علی آفندی نے زمین حاصل کرنے کے بعد اس جگہ پر بورڈنگ ہاؤس اور اسکول کی مرکزی عمارت کی تعمیر کیلئے ایک لاکھ روپے کے عطیات جمع کئے۔کراچی میونسپلٹی کے انجینئر و آرکیٹیک جیمس اسٹریچن (James Strachan) نے سندھ مدرسہ کی عمارت کا نقشہ تیار کیا اور کسی معاوضے کے بغیر اپنی نگرانی میں ادارے کی عمارت تعمیر کروائی۔عمارت کا سنگ بنیاد ہندوستان کے اس وقت کے وائسرائے لارڈ ڈفرن نے رکھا۔تقریب کے بارے میں حسن علی آفندی کے فرزند ولی محمد کا کہنا تھا کہ اس تقریب میں پورے کراچی کے لوگ شریک ہوئے۔ایسا مجمع اس سے قبل دیکھنے میں نہیں آیا۔(10)

سندھ مدرستہ الاسلام خاص طور پر سندھ کے مسلمانوں اور عام طور پر سندھ کے ملحقہ علاقوں بلکہ برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنے کیلئے وجود میں آیا۔(11)

سندھ محمڈن ایسوسی ایشن کے صدر خان بہادر حسن علی آفندی نے بطور خاص اس مدرسے کو مسلمان بچوں کی تعلیم و تربیت کیلئے قائم کیا تھا۔(12) کیونکہ اس دور میں

> The Muslim parents sent their childrens to the schools run by Muslim organisation becuase they wanted to give them western education in a Muslim environment.(13)

لہٰذا خان بہادر حسن علی آفندی نے مسلمانوں کے اس رجحان کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی تعلیمی تحریک کا مقصد یہ بنایا کہ مسلمانانِ سندھ مغربی علوم سے مشرقی ماحول میں رہتے ہوئے مستفید ہوسکیں۔

سندھ مدرستہ الاسلام: نصاب

سر سیّد احمد خان نے علی گڑھ میں مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی دور کرنے کیلئے کالج قائم کیا اور مسلمانوں کو انگریزی زبان سیکھنے کی ترغیب دی۔(14)

سر سیّد احمد خان کے کالج اور اُس وقت کے مختلف اسلامی انجمنوں کے تحت چلنے والے اداروں میں فارسی ، عربی اور مسلمانوں کی کلاسک زبانیں بطور نصاب پڑھائی جاتی تھیں۔اُردو بھی جنوبی ایشیاء کے مسلمانوں کی زبان کے طور پر پڑھائی جاتی تھی۔یہ ہی حال سندھ مدرستہ الاسلام کا تھا۔(15)

مدرسہ کے نصاب کو ترتیب دیتے وقت علی گڑھ کو بطور نمونہ پیش نظر رکھا گیا۔ مدرسہ کے پہلے دو پرنسپل پرسی ہائیڈ (Percy Hyde) اور ہنری وائینز (T.H Vines) انگریز تھے۔ ان کا تقرر علی گڑھ کی سفارش پر عمل میں آیا تھا۔ مدرسے میں انگریزی تعلیم کے ساتھ ساتھ طلبہ کی دینی تربیت پر بھی خاص توجہ دی جاتی تھی۔ طلبہ کو باقاعدگی سے نماز پڑھائی جاتی اور ہاسٹل میں احترام رمضان کا خاص خیال رکھا جاتا تھا۔ (16)

اس کے نصاب میں علاوہ معمول تعلیمی کورس کے ایک صیغہ صنعت ودستکاری کیلئے مخصوص کیا گیا تھا۔ (17)

سندھ مدرسۃ الاسلام: حکمت تدریس:

سندھ مدرسۃ الاسلام نے اپنے قیام اور تعلیمی مشن شروع کرنے کے بعد نہ صرف سندھ کو ہر شعبہ زندگی میں مرکزی قیادت فراہم کی بلکہ برصغیر کی حریت پسند سیاست کو معروف سیاسی رہنما بھی دیئے۔ اس کے ابتدائی پچاس برسوں کو بلاشبہ قابل رشک کہا جا سکتا ہے۔ سندھ مدرسۃ الاسلام 1885ء سے لے کر 1935ء تک زیادہ تر انگریز انتظامیہ کے ماتحت رہا جن کے مضبوط نظم وضبط اور درست تعلیمی ترجیحات نے سندھ کو عروج پر پہنچا دیا تھا لیکن 1935ء کے بعد سندھ مدرسہ بورڈ کی داخلی سیاست اور سندھ کی بمبئی ریاست سے علیحدگی کے بعد جب سندھ مدرسہ کے جملہ حقوق مقامی لوگوں کے حوالے کئے گئے تو اس ادارے کا زوال شروع ہو گیا۔ (18)

چند مخلص افراد کی کوششوں کے باعث 1942ء میں اس ادارے کو کالج کا درجہ مل گیا۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے 21 جون 1943ء کو اس کالج کا افتتاح کرتے ہوئے قائداعظم نے کہا: میری مادر علمی نے اب کالج قائم کر کے ایک اور مہم جوئی کی ابتدا کر دی ہے۔ یہ ایک شاندار کام ہے اور اگر اس ادارے نے منظّم طریقے سے کام کیا تو یہ اور بھی اچھا ہوگا۔ (19)

بعد ازاں پاکستان بننے کے بعد کالج کو قطعی الگ کر کے سندھ مسلم سائنس کالج (ایس۔ایم۔ایس) بنا دیا گیا۔ جسکی حیثیت الگ ہے۔ 1974ء میں حکومت پاکستان نے اس مدرسے کی قومی حیثیت واہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے قومی تحویل میں لے کر پہلے سندھ حکومت اور پھر وفاقی وزارتِ تعلیم کے حوالے کر دیا اس عمل سے سندھ مدرسۃ الاسلام کی کامیابی کا سفر شروع ہو گیا۔ یوں اس وقت سے اب تک یہ ادارہ وفاقی وزارتِ تعلیم کے ماتحت کام کر رہا ہے۔ جس کا اپنا خود مختار ''بورڈ آف گورنرس'' ہے۔ جس میں نامور تعلیمی وانتظامی ماہرین، سینئر افسران اور زندگی کے مختلف شعبہ جات کی شخصیات شامل ہیں۔ یہ ماہرین مل کر تعلیمی حکمت عملی مرتب کرتے ہیں۔ جس کے

باعث اپنے قیام سے لے کر اب تک یہ ادارہ اعلیٰ تعلیمی معیار کو قائم رکھے ہوئے ہے۔(20)

سندھ مدرستہ الاسلام: ہیئتِ تعلیم:

ایسٹ انڈیا کمپنی نے جب سندھ کی علیٰحدہ حیثیت ختم کر کے اسے بمبئی میں ضم کر دیا تو ہندو اکثریت نے عملاً مسلمانوں پر تعلیم کے دروازے بند کر دیئے۔ سیّد امیر علی مسلمانوں کے انتہائی پر خلوص اور غمگسار رہنماؤں میں سے تھے اور مسلمانان ہند کے حقوق کے لئے انگلستان میں انگریزوں کے ساتھ نبرد آزما تھے۔ سندھ میں حسن علی آفندی جو سیّد امیر علی کی قائم کردہ تنظیم ''سنٹرل محمڈن ایسوسی ایشن'' کی کراچی برانچ کے صدر تھے، علی گڑھ تحریک سے بڑی دلچسپی رکھتے تھے۔ اور ان ہی خطوط پر ایک مدرسہ کراچی میں قائم کرنے کی جدوجہد کر رہے تھے۔ 1882ء میں حسن علی آفندی جب کلکتہ اور حیدر آباد (دکن) کے دورے پر گئے تو اس دوران انہوں نے علی گڑھ جا کر سر سیّد احمد خان سے ملاقات کی اور ان سے سندھ میں تعلیمی ادارے کے قیام کی خواہش کا اظہار کیا۔ سر سیّد نے حسن علی آفندی سے کہا کہ آپ نہ صرف اسکول قائم کرنے کا بلکہ پہلے کالج اور بعد میں یونیورسٹی کا مقصد اپنے سامنے رکھیں۔ اس مشورے نے حسن علی آفندی کے حوصلے اور جذبے کو تقویت پہنچائی۔ بالآخر 1885ء میں یہ مدرسہ قائم ہوا۔(21)

سندھ مدرستہ الاسلام اس خطے کے مسلمانوں کی ایک جدید درس گاہ کے طور پر ابھرا، جس نے نظام تعلیم کے مروجہ اصولوں سے ہٹ کر مسلمانوں کو ان علوم کی تعلیم دینا شروع کی جو جدید دور سے کلی طور پر ہم آہنگ تھے۔ تعلیم کی ترقی و ترویج کیلئے مدرسہ کی عمارت میں کشادہ کمرہ جماعت، بہترین سائنس لیبارٹریز، میوزیم، لائبریری، آڈیٹوریم اور طلبہ کی رہائش کیلئے دارالاقامہ موجود تھا۔ اس وقت سندھ مدرستہ الاسلام کے تنظیمی ڈھانچے میں چار تدریسی اور ایک انتظامی سیکشن شامل ہیں۔ ان کے نام انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری سیکشن، لوئر سیکنڈری سیکشن، ٹیکنیکل سیکشن، ایڈمنسٹریشن اینڈ اکاؤنٹس سیکشن ہیں۔ انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری سیکشن کے درس و تدریس کا کام ادارے کی مرکزی عمارت میں ہوتا ہے۔ سیکنڈری سطح تک ہر ایک کلاس کے چھ سیکشن A سے F تک ہیں۔ جن میں ہر جماعت کے ہر سیکشن میں طلبہ کی تعداد 35 سے 40 تک ہے۔ تعلیم کا ذریعہ انگریزی، سندھی اور اُردو زبان ہے۔ انٹرمیڈیٹ سطح سے دو گروپس پری انجینئرنگ اور پری میڈیکل ہیں جن میں ذریعہ تعلیم انگلش ہے۔ لوئر سیکنڈری سطح پر چھٹی سے آٹھویں تک جماعتیں ہیں۔ ہر جماعت چار حصّوں میں تقسیم کی گئی ہے (A سے D تک) (A اور B) کا ذریعہ تعلیم انگریزی جبکہ سی اور ڈی کا سندھی ہے۔(22)

بہتر افرادی قوت پیدا کرنے کی سوچ کو مدنظر رکھتے ہوئے سندھ مدرستہ الاسلام کے اندر ایک بہترین

ٹیکنیکل سینٹر بھی اب تک نہ صرف قائم بلکہ ترقی یافتہ ہو چکا ہے۔ یہاں پر ٹیکنیکل اسکول سرٹیفکیٹ کے کورس کروائے جاتے ہیں۔ جن میں الیکٹریکل ٹیکنالوجی، کارپینٹری اور مشین ٹریڈ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ سندھ مدرسہ کی لائبریری میں ایک صدی پرانی کتب بھی موجود ہیں۔ سندھ مدرسہ میں داخلہ پرانے اصولوں کے مطابق ہی کیا جاتا ہے۔ بلکہ داخلہ کے خواہشمند افراد میں اضافے کی بنا پر اب پہلے ایک رجسٹریشن فارم ضروری دستاویزات کے ساتھ جمع کروانا ہوتا ہے۔ ضروری کارروائی کے بعد جو طلبہ داخلہ کیلئے اہل ثابت ہوتے ہیں ان کا ٹیسٹ ہوتا ہے۔ پھر کامیاب امیدواروں کی حتمی لسٹ لگائی جاتی ہے۔ سندھ مدرسۃ الاسلام میں اساتذہ کی تربیت کیلئے ''ٹیچرز ڈیولپمنٹ سینٹر'' بھی قائم ہے۔(23)

سندھ مدرسۃ الاسلام: وسائل

مالی وسائل کے سلسلے میں مختلف مسلم ریاستوں کے نوابین کے ساتھ ساتھ حکومت نے بھی تعاون کیا جبکہ عوام نے بھی اس تحریک میں درجہ بدرجہ جوش وخروش سے حصّہ لیا۔ مالی امداد کے لئے حسن علی اوران کے رفقاء نے ملک کے طول وعرض کا دورہ کیا۔ دس ہزار روپے کا گراں قدر عطیہ نواب جونا گڑھ نے اور چار ہزار روپے نظام حیدر آباد دکن نے عطا کیے۔(24)

بارہ ہزار روپے سالانہ کی ایک امداد امیر صاحب خیر پور نے اس شرط کے ساتھ منظور فرمائی کہ کالج کا پرنسپل انگریز ہوا کرے گا۔ اس کے علاوہ انہوں نے پرنسپل کے بنگلے خیر پور ہاؤس اور تالپور ہاؤس کی تعمیر کیلئے بھی خطیر رقومات فراہم کیں۔(25)

سینٹوریم جو کہ مدرسہ کی ایک پرانی عمارت ہے یہ سندھ مدرسہ کے طلبہ نے عطیات جمع کر کے تعمیر کروائی۔ یکم جنوری 1885ء کو سینٹرل نیشنل محمڈن ایسوسی ایشن نے 34 ہزار، سردار صحبت خان کھوسو نے 21 جنوری 1925ء کو دو ہزار، اسی تاریخ کو سردار عبدالرحیم کھوسو نے 1500، خانصاحب آدم خان نے 1500، نواب چانڈیو نے 30 اپریل 1928ء کو 1500 کا جبکہ حاجی مراد بخش ماری نے 21 اگست 1933ء کو 5 ہزار روپے کا عطیہ دیا۔ کے بی ولی محمد کی ہدایت کے مطابق سندھ مدرسہ کی عمارت جیمز اسٹریچن نے ڈیزائن کی اور بغیر معاوضے کے تعمیر کی نگرانی کی نیز مدرسہ کیلئے ساڑھے آٹھ ایکڑ کی جگہ کراچی میونسپلٹی نے مفت دی۔(26)

حسن علی آفندی نے جگہ حاصل کرنے کے بعد اس جگہ پر بورڈنگ ہاؤس اور اسکول کی مرکزی عمارت کی تعمیر کیلئے ایک لاکھ روپے کے عطیات جمع کئے۔ یوں بورڈنگ ہاؤس کے طور پر تالپور ہاؤس (1901ء)، حسن علی

ہاؤس (1909ء) خیر پور ہاؤس (1910ء) اور سردار ہاؤس (1919ء) قائم ہوئے جبکہ کراچی میونسپلٹی کے انجینئر اور آرکیٹکٹ جیمز اسٹریچن (James Stracham) نے نہ صرف عمارت کا نقشہ تیار کیا اور بلکہ کسی معاوضے کے بغیر اپنی نگرانی میں ادارے کی تعمیر کروائی۔ یوں حکومتی امداد' نوابین کی سرپرستی' مخیّر حضرات کے عطیات اور مخلص رہنماؤں کی ذاتی کاوشوں سے سندھ مدرستہ الاسلام کے خاکے میں رنگ وروپ بھرے گئے۔(27)

سندھ مدرستہ الاسلام: مسائل

سندھ مدرستہ الاسلام کے قیام میں مشکلات بھی پیدا ہوئیں جو قابل ذکر ہیں۔اس وقت برصغیر میں مسلمان معاشرتی جبر واستحصال کا شکار تھے۔جن کے خلاف سرسیّد احمد خان نے تعلیمی جہاد کا آغاز کیا۔ان کی اس تعلیمی کاوش کا اثر سندھ میں حسن علی آفندی اور ان کے دوستوں پر بھی ہوا۔اس نیک کام میں انہیں کلکتہ کے جسٹس سیّد امیر علی کی حمایت بھی حاصل ہوگئی تو انہوں نے ایک فلاحی انجمن ''نیشنل محمڈن ایسوسی ایشن'' قائم کی۔آفندی انجمن کے صدر مقرر ہوئے۔اب ان عظیم ہستیوں کے سامنے ایک منزل تھی اور وہ تھی ایک عظیم مدرسے کا قیام۔(28)

ایک طرف تو یہ کچھ ہوتا رہا اور دوسری طرف حسن علی آفندی کی کوشش برابر جاری رہی۔اپنے خواب کو حقیقت بنانے میں ان کی سرگرمیاں جنون کی حد تک پہنچ چکی تھیں۔انہیں نہ تو اپنی صحت کا خیال تھا اور نہ اپنے کاروبار کا جس نے انہیں بامِ عروج تک پہنچایا تھا۔ان کے ذہن میں تو بس مدرسہ کی ایک عالیشان عمارت کا تصوّر تھا جس کی تعمیر کا تخمینہ دولاکھ سے کم نہ تھا۔ان دنوں اتنی کثیر رقم کا فراہم کرنا ایک کارے دارد تھا پھر زمین کا حاصل کرنا بھی ایک پیچیدہ مسئلہ تھا کہ ایک عظیم الشان عمارت کیونکر اور کیسے کھڑی کی جائے۔(29)

ایک روز جب کہ حسن علی آفندی فریئر روڈ سے گزر رہے تھے ان کی نظر قافلہ سرائے کے ایک پتھر پر پڑی جس پر ستارۂ وہلال کندہ تھا۔یہ وہ ہی مقام تھا جہاں پشین ریلوے کے جاری ہونے سے قبل قندھار' چمن اور دیگر مقامات سے سوداگران اسباب تجارت اونٹوں پر لاد کر لایا کرتے تھے۔اور یہ قافلہ سرائے ان کی قیام گاہ تھی۔انہوں نے سخت جدوجہد سے اس قطعہ زمین اور اس سے متصل ایک اور قطعہ اراضی کو اسکول اور بورڈنگ ہاؤس کی عمارتوں کیلئے حاصل کرلیا۔(30)

لیکن اسی اثناء میں ایک اور شگوفہ کھلا، چند مسلم حضرات نے جن کا تعلق اسی طبقے سے تھا جس کی فلاح و بہبود کیلئے حسن علی کوشاں تھے۔عدالت میں دعویٰ دائر کردیا کہ قطعہ زمین ان کی ملکیت ہے۔

اپنی قومی مصروفیات کی بنا پر حسن علی وکالت کا پیشہ ترک کر چکے تھے لیکن اس کے باوجود انہوں نے اس

مقدمہ کی پیروی خود کی۔حسن اتفاق تھا کہ ادھر مدرسہ کی عمارت پایہ تکمیل کو پہنچی اور اُدھر انہوں نے مقدمہ جیت لیا۔لیکن قیام مدرسہ کے بعد بھی اس مرد مجاہد کی دشواریاں قائم تھیں۔مولوی اور ملاّ مسلسل مخالفت کے شعلے بھڑکائے جارہے تھے۔مدرسہ کے قیام کے دوسرے ہی دن صبح سویرے ایک بہت بڑا بورڈ مدرسہ کے دروازے پر آویزاں تھا جس پر جلی حروف میں لکھا تھا ''مدرستہ الشیاطین''۔المختصر حسن علی آفندی کو اس مقصد کی تکمیل کیلئے مطلوبہ رقم، طلبہ کی رہائش کا بندوبست، اسکول کی عمارت کیلئے مناسب جگہ کا بندوبست، مسلم اساتذہ کی فراہمی اور سندھی مسلمان طلبہ کی موجودگی کو یقینی بنانے جیسے مسائل کا سامنا تھا۔(31)

تنقیح و تجزیہ:

سندھ کے مسلمانوں کی تعلیمی ابتری دور کرنے کیلئے جس شخصیت نے اپنی جدو جہد کا آغاز کیا وہ حسن علی آفندی تھے۔آپ نے سندھ کے چند دیگر اصحاب سے مل کر 1885ء میں سندھ مدرستہ الاسلام کے نام سے جو اسکول جاری کیا اس کا افتتاح لارڈ ڈفرن گورنر جنرل ہندوستان کے ہاتھوں ہوا جس نے سندھ آکر مدرستہ الاسلام کراچی اور دیارام کالج کا سنگ بنیاد رکھا اور بمبئی واپس چلا گیا۔(32)

علی گڑھ کے سابق استاد پرسی ہائیڈ اسکول کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ہائیڈ کا زمانہ اس تعلیمی ادارے کی ترقی کے لحاظ سے ''سنہری زمانہ'' تسلیم کیا جاتا ہے۔سندھ

مدرستہ الاسلام نے اپنے بانیوں کے خلوص اور محنت کی وجہ سے بڑی ترقی کی۔سندھ کے دور دراز علاقوں کے طالب علم حصول تعلیم کیلئے یہاں آتے تھے۔(33)

سندھ مدرسہ اپنے مجموعی کردار اور تاریخی پس منظر میں ایک علمی ادارے کے طور پر قائم ہوا تھا لیکن یہ اس خطے کے روشن خیال مسلمانوں کی ایک تحریک کے مانند بن گیا جس نے اپنے طلبہ کے توسط سے قیام پاکستان کو یقینی بنایا۔(34)

اس ادارے نے بڑی شخصیتیں پیدا کیں جن میں دانش جی آلانہ، ڈاکٹر عمر بن داؤد پوتا، اے کے بروہی ،سر غلام حسین ہدایت اللہ، سر عبداللہ ہارون، علامہ آئی آئی قاضی، سر شاہنواز بھٹو، محمد ایوب کھوڑو، سردار عطااللہ، غوث بخش، سر شاہنواز بھٹو، شیخ عبدالمجید سندھی، قاضی فضل اللہ، مسٹر جسٹس طفیل علی عبدالرحمٰن، سابق چیف جسٹس سیّد سجاد علی شاہ اور قائداعظم کے نام قابل ذکر ہیں(35)

1891ء میں قائداعظم اس مدرسہ کی جماعت چہارم میں زیر تعلیم تھے لیکن 5۔جنوری کو طویل غیر حاضری

کے باعث ان کا نام رجسٹر سے خارج کر دیا گیا۔ 9۔فروری 1891ء کو دوبارہ داخلہ ہوا۔ 1892ء میں انہوں نے سکول چھوڑ دیا (36)۔ کہا جاتا ہے کہ 33-1930 کے دوران لندن میں جو گول میز کانفرنسیں ہوئیں ۔ان میں ہندوستان کے مسلمان مندوبین میں سے نصف سندھ کے طلباء قدیم تھے۔اس تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ قائداعظم کے علاوہ بھی سندھ مدرسہ کو عظیم شخصیات پیدا کرنے کا شرف حاصل ہے۔(37)

سندھ مدرستہ الاسلام برصغیر کا واحد تعلیمی ادارہ ہے جہاں قائداعظم نے تعلیمی زندگی کے تقریباً ساڑھے چار سال گزارے (38)

گویا سندھ مدرسہ مسلمانوں کی قدیم درسگاہوں میں سے ایک ہونے کے ساتھ ساتھ تحریک آزادی کے مرکزی رہنماؤں کی مادرِ علمی ہے۔علاوہ ازیں سندھ کا روایتی نظام تعلیم سے جدید نظام تعلیم ہونے کا سہرا بھی سندھ مدرسہ کو ہی جاتا ہے۔اگرچہ سندھ مدرسہ کو یونیورسٹی کا درجہ حاصل نہ ہوسکا۔مگر سندھ یونیورسٹی کی ابتداء سندھ مدرسہ کے بورڈ آفس کے کمرہ سے ہوئی جس میں یونیورسٹی مذکور کے پہلے وائس چانسلر پروفیسر اے۔بی۔اے حلیم کو پیر الٰہی بخش نے لا کر بٹھایا تھا۔پھر قیام پاکستان کے بعد سرسیّد کی ''علی گڑھ تحریک'' کی متّاد جماعت ایجوکیشنل کانفرنس مہاجر بن کر کراچی آئی تو اس کو بھی سندھ مدرسہ ہی میں پناہ ملی۔(39)

قیام پاکستان کے بعد سندھ مدرسہ کی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوا اور اس ایک سرچشمہ فیض سے ادب' تہذیب' علم وفن کے کئی اور چشمے پیدا ہوئے جن میں سے ہر چشمہ اپنے افادہ وفیضان کا ایک خاص دائرہ رکھتا ہے۔ سندھ مسلم کالج' سندھ مسلم لاء کالج ،ایس۔ایم۔بی لیاری ہائی اسکول ،جناح کورٹس اور ایس۔ایم۔بی فاطمہ جناح ہائی اسکول وغیرہ اسی نظام شمسّی کے سیارے ہیں۔سندھ مدرسہ کے 140 سالہ دور میں سے ابتدائی پچاس برسوں کو قابل رشک کہا جاسکتا ہے کیونکہ 1885ء سے 1935ء تک مدرسہ انگریز انتظامیہ کے ماتحت رہا۔(40)

کئی مصنفین نے سندھ مدرستہ الاسلام کے قیام کو سرسیّد کی تعلیمی تحریک ایجوکیشنل کانفرنس کا نتیجہ بتایا ہے لیکن سیّد معین الدین لکھتے ہیں: اس بیان میں کوئی صداقت نہیں کیونکہ دسمبر 1885ء میں کانگریس کا قیام عمل میں آیا۔سرسیّد نے آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے نام سے ایک تحریک شروع کی جس کا پہلا اجلاس دسمبر 1886ء میں علی گڑھ میں ہوا اور اس کے بعد ملک کے طول وعرض میں تعلیم کے فروغ کی تحریک شروع ہوئی۔لیکن سندھ مدرسہ کا اجراء اس سے پہلے ہو چکا تھا۔صرف یہی نہیں کہ سندھ مدرسہ کا قیام سرسیّد کی تعلیمی تحریک کا نتیجہ نہ تھا بلکہ سندھ میں تعلیمی تحریک کا تعلق بھی کچھ سرسیّد کی ذات سے نہ تھا۔حقیقت یہ ہے کہ سندھ میں تعلیمی تحریک کا آغاز

نیشنل محمڈن ایسوسی ایشن کی شاخ کراچی کے مساعی کا نتیجہ تھا۔ یہ ایسوسی ایشن جسٹس سیّد امیر علی نے قیام کانگریس سے بھی پہلے مسلمانوں کی سیاسی رہنمائی کیلئے 1882ء میں قائم کی تھی۔(41)

المختصر اس ادارے نے اپنے قیام اور تعلیمی مشن شروع کرنے کے بعد نہ صرف مسلمانوں کی بہتر تعلیم وتربیت کی بلکہ سندھ کی ہر شعبہ زندگی میں مرکزی قیادت فراہم کرنے کے علاوہ برصغیر کی حریت پسند سیاست کو معروف سیاسی رہنما بھی دیئے۔

خلاصہ بحث:

باب الاسلام سندھ کے نام، برصغیر میں شجرِ اسلام کی آبیاری کا سہرا ہے۔سندھ مدرسۃ الاسلام نے علامہ اقبال کی زبان میں وہ کارنامہ سرانجام دیا جو اس شعر کا مصداق ہے:

حیاتِ تازہ کی ہے افکارِ تازہ سے نمود
کہ سنگ وخشت سے ہوتے نہیں جہاں پیدا

حریت فکر اور آزادی ہند کے لئے تمام تحریکات کا مرکز اس ادارے کی وجہ سے رہا۔ یہ کہنا بے جا نہیں ہوگا کہ اگر سندھ مدرسۃ الاسلام نہ ہوتا تو شاید ہم آج آزاد فضاؤں میں سانس نہ لے رہے ہوتے۔

حواشی وحوالہ جات

1۔ حسن علی۔(1960ء)، خان بہادر حسن علی آفندی، دی پلاٹینم جوبلی بک، کراچی: سندھ مدرسۃ الاسلام، ص ۵

2. Muhammad Ali, Shaikh. (2005A). Sindh Modressah. The Institution and the Alumni. Karachi: Azad Communications.P 5-6

3. Ali Muhammad Khawaja. (1960). Historyof Sind Madressah-Tul-Islam, The Platinum Jubilee Book. Karachi: Sind Madrssah-Tul-Islam.P 52

4۔ محمد یعقوب اُپل۔(۱۹۶۰ء)، خان بہادر حسن علی خان آفندی بے مجیدی، دی پلاٹینم جوبلی بک، کراچی: سند مدرسۃ الاسلام، ص ۱۳

5۔ مصطفٰی علی، بریلوی سیّد (۱۹۸۶ء)، مسلمانان سندھ کی تعلیم، کراچی: آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس، ص ۱۲۹۔۱۳۲

6۔ معین الدین، سیّد (1973ء)، سندھ مدرسۃ الاسلام، مجلّہ علم وآ گہی، خصوصی شمارہ بعنوان برصغیر پاک وہند کے علمی، ادبی، تعلیمی ادارے، کراچی: گورنمنٹ نیشنل کالج، بابت سن 74-1973ء، ص ۹۸

7۔ ریحانہ اکرام (1996ء)، آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس کا ارتقاء اور تعلیمی خدمات کا جائزہ، کراچی: غیر مطبوعہ مقالہ ایم۔ایڈ، جامعہ ملیہ گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن، ص ۶۸

8. (1960). Life Sketch of K.B. Hassanally Effendi Bay Majidi, The Platinum Jubilee Book. Karachi: Sind Madressah-tul-Islam.P 25

9۔ محمد علی، شیخ۔ (۲۰۰۴ء)، سندھ مدرسۃ الاسلام، ایک تاریخ ساز ادارہ، روزنامہ کائنات، یکم ستمبر 2004ء، کراچی۔ص ۴

10. Yasmeen Lari. (1996). The Dual City Karachi During the Raj. Karachi: Oxford University Press.P 225

11 .Shah Muhammad, Mir. (1960). Late Mr. T.H. Vines - The Most Beloved and Charished Principal of the Sind Madressah, The Platinum Jubilee Book. Karachi: Sind Madressah-tul-Islam.P 33

12۔ انجم جاوید۔(1998ء)، سندھ مدرسۃ الاسلام، معروف شخصیات کی مادر علمی کے مسائل پر خصوصی رپورٹ، ہفت روزہ فیملی میگزین (27 دسمبر تا 2 جنوری)۔کراچی۔ص ۷

13. Riaz Ahmad (1986). Quaid-i-Azam Muhammad Ali Jinnah The Formative Years (1892-1920). Islamabad: National Institute of Historical and Cultural Research. P: 38

14۔ اردو انسائیکلوپیڈیا، چوتھا ایڈیشن، لاہور، فیروزسنز، (۲۰۰۵ء)۔ص ۸۵۵

15. Riaz Ahmad (1986). Quaid-i-Azam Muhammad Ali Jinnah The Formative Years (1892-1920). Islamabad: National Institute of Historical and Cultural Research. P:27

16. Alexander,Hamilton Ati-ken. (1907). Gazetteer of the Province of Sindh. Vol. A. Karachi. P 473

17۔ مصطفیٰ علی، بریلوی سیّد۔(۱۹۹۴ء)، دستاویزات کانفرنس سلسلہ 2، کراچی: اکادمی آف ایجوکیشنل ریسرچ ص:۱۱

18۔ انجم جاوید (1998ء)، سندھ مدرستہ الاسلام، معروف شخصیات کی مادر علمی کے مسائل پر خصوصی رپورٹ ہفت روزہ فیملی میگزین (27 دسمبر تا 2 جنوری)، کراچی، ص ۷

19۔ محمد علی، شیخ (۲۰۰۴ء)، سندھ مدرستہ الاسلام، ایک تاریخ ساز ادارہ، روزنامہ کائنات، یکم ستمبر 2004ء، کراچی ص ۶

20. Muhammad Ali Shaikh. (1998). Alma Mater of Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah… Sind Madrssah-tul-Islam Karachi. Karachi: Prospectus 1998-1999.P 3

21۔ محمد الیاس فارانی (1968ء)، برصغیر میں مسلم قومیت کے تصور کا ارتقاء، کراچی: ادارہ مطبوعات پاکستان، ص ۱۶

22۔ محمد علی، شیخ (۲۰۰۴ء)، سندھ مدرستہ الاسلام، ایک تاریخ ساز ادارہ، روزنامہ کائنات، یکم ستمبر 2004ء کراچی ص ۲

23. Muhammad Ali Sheikh. (1998). Alma Mater of Quid e Azam Muhammad Ali Jinnah: Sindh Madrasa tul Islam Karachi: Prospectus 1998-1999.P 5-10

24. Manzural Haq Hassanally Effendi. (1960). Muslim Education in Sind, The Platinum Jubilee Book. Karachi: Sind Madressah-Tul-Islam. P20.

25. Nisar Hassanally, Effendi. (1960). Life Sketch of K.B. Hassanally Effendi Bay Majidi, The Platinum Jubilee Book. Karachi: Sind Madressah-tul-Islam.P 25

26۔ انجم جاوید (1998ء)، سندھ مدرستہ الاسلام، معروف شخصیات کی مادر علمی کے مسائل پر خصوصی رپورٹ ہفت روزہ فیملی میگزین (27 دسمبر تا 2 جنوری)۔ کراچی۔ ص ۷

27. Nisar Hassanally, Effendi. (1960). Life Sketch of K.B. Hassanally Effendi Bay Majidi, The Platinum Jubilee Book. Karachi: Sind Madressah-tul-Islam.P 25

28۔ اداریہ، قافلہ سرائے سے عظیم تعلیمی درسگاہ تک کا سفر، روزنامہ دن 2 ستمبر 1999ء، کراچی، ص ۲

29. Muhammad Ali, Shaikh. (2005A). Sindh Modressah.The Institution and the Alumni. Karachi: Azad Communications. P 30

30. Manzural Haq Hassanally Effendi. (1960). Muslim Education in

Sind, The Platinum Jubilee Book. Karachi: Sind Madressah-Tul-Islam. P20.

31. Ali Muhammad Khawaja. (1960). Historyof Sind Madressah-Tul-Islam, The Platinum Jubilee Book. Karachi: Sind Madrssah-Tul-Islam.P 52

32۔ اعجازالحق قدوسی (1984ء)، تاریخ سندھ جلدسوم، لاہور: اردوسائنس بورڈ، ص۱۲۳

33۔ محمداکرام، شیخ (1982ء)، آب کوثر، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ پاکستان، ص۲۰

34۔ محمدعلی، شیخ (۲۰۰۵)، سندھ مدرسۃ الاسلام کا 121واں یوم تاسیس، تقریر بمقام سندھ مدرسۃ الاسلام بتاریخ یکم ستمبر۲۰۰۵ء۔ کراچی۔ ص۱

35۔ فیروزسنز (۲۰۰۵ء)، اردو انسائیکلوپیڈیا، چوتھاایڈیشن، لاہور، ص۸۵۵

36۔ ایم سجادحسین (2006ء)، سندھ مدرسۃ الاسلام اور چرچ مشن ہائی سکول جہاں قائداعظم پڑھتے رہے، سنڈے میگزین نوائے وقت 13اگست 2006ء، لاہور، ص۱۳

37۔ ارشاداحمدحقانی (1998ء)، سندھ مدرسہ کے طلبہ وطالبات سے خطاب، روزنامہ جنگ 15اگست 1998ء کراچی، ص۴

38. G. Allana. (1969). Our Freedom Fighter (1562-1947). Karachi: Nawa-i-Waqat Printers Ltd.P 230

39۔ محمدالیاس فارانی (۱۹۶۸ء)، برصغیرمیں مسلم قومیت کے تصورکاارتقاء، کراچی: ادارہ مطبوعات پاکستان، ص۱۶

40۔ انجم جاوید (1998ء)، سندھ مدرسۃ الاسلام، معروف شخصیات کی مادرعلمی کے مسائل پرخصوصی رپورٹ ہفت روزہ فیملی میگزین (27دسمبرتا2 جنوری)، کراچی، ص۷

41۔ معین الدین، سیّد (1973ء)، سندھ مدرسۃ الاسلام، مجلّہ علم وآ گہی، خصوصی شمارہ بعنوان برصغیرپاک وہند کے علمی، ادبی، تعلیمی ادارے، کراچی: گورنمنٹ نیشنل کالج، بابت سن 1973-74ء، ص۹۷